فقہی قاعدہ "الأصل في الأشياء الإباحة" کی توضیح اور عملی تطبیق

The Explanation and practical implementation of Fiqhi formula "Al'aslu fil Āshyā al-'ibāḥat"

*بخت شید

**سعید الحق جدون

Abstract

The experts from various fields have maintained some rules and regulations in understanding and acquiring skills in this field of knowledge. This is due to their efforts which make very simple to understand it similarly the experts of 'ilm-ul-Fiqah i.e. Mujtahedyn and respected Fuqahā' have formulated some rules and regulations in the light of Qur'an, Sunnah and decision act of companions of Muhammad (SAW) which also made it not only simple but it furnish skills and strategies in solving problems in field of Fiqah.

Important aspect in those rules and regulations is "الأصل في الأشياء الإباحة حتى يدل الدليل على التحريم" *Which is to be discussed in this whole article.*

Keywords: *Qur'ān, Sunnah, 'ilm-ul-Fiqah, Qiyās.*

---

* ایم فل سکالر، شعبہ اسلامیات، وفاقی اردو یونیورسٹی کراچی

** ایم فل سکالر، شعبہ قرآن و تفسیر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

تمہید:

ہر علم و فن کے ماہرین نے اس فن کو سمجھنے اور اس میں مہارت حاصل کرنے کے لئے کچھ اصول اور قواعد مقرر کئے ہیں جن کی بدولت اس فن کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے، علمِ فقہ کے ماہرین نے اس علم سے مناسبت پیدا کرنے کے لئے قرآن و سنت کے نصوص، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے تعامل اور فیصلوں میں غور و فکر کر کے کچھ قواعد وضوابط مقرر کئے ہیں جن کی بدولت نہ صرف اس علم سے مناسبت پیدا ہوتی ہے بلکہ فقہی بصیرت اور فقہاء کرام کے اندازِ استدلال کو سمجھنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔

قواعدِ کلیہ کے فوائد میں سے یہ ہے کہ یہ زیرِ غور مسئلے کے بارے میں فقہی نقطۂ نظر اور عمومی فکر کی نشاندہی کرتے ہیں، نیز فقہاء کرامؒ کے طرزِ استدلال سے باخبر ہونے کے لئے ان کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ یہ بات پیشِ نظر رہے کہ فقہی قواعد دوسرے فنون کے قواعد کے برخلاف عموماً اکثری ہوتے ہیں، جو کہ اپنی اکثر جزئیات پر منطبق ہوتے ہیں۔ ان قواعد میں سے ایک اہم قاعدہ" الأصل في الأشياء الإباحة حتى يدل الدليل على التحريم"[1]" ہے، جو کہ اس مقالہ میں زیرِ بحث ہے۔

قاعدہ کا لغوی معنیٰ:

قاعدہ لغت میں اس شے کو کہتے ہیں جس پر کوئی چیز ثابت اور برقرار رہے "القاعدة ما يقعد عليه الشيء أي يستقر ويثبت"[2] یعنی اساس اور بنیاد کو قاعدہ کہتے ہیں " والقاعِدَةِ أَصلُ الأُسِّ والقَواعِدُ الإِساس "[3] اسی وجہ سے گھر کی بنیادوں کو قواعد کہتے ہیں" قوَاعِدُ البيت أساسه"[4] کجاوے کی مضبوطی کے لئے اس کے نیچے لگائی جانے والی لکڑیوں کو بھی قواعد کہتے ہیں، کیونکہ وہ کجاوے کے لئے بمنزلۂ بنیاد کے ہوتی ہیں۔"(وقواعد الهودج : خشبات أربع) معترضة"[5]

قرآنِ کریم میں بھی لفظ" قواعد"بنیاد کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ﴾[6]" سو اللہ تعالیٰ نے ان کا بنا بنایا گھر جڑ بنیاد سے ڈھا دیا"۔

قاعدہ کی اصطلاحی تعریف:

قاعدہ کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں، جن میں سے دو مشہور تعریفیں مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔وفي اصطلاح الفقهاء هو الحكم الكلي أو الأكثري الذي يراد به معرفة حكم الجزئيات.[7]

"فقہاء کرام کی اصطلاح میں قاعدہ سے مراد وہ حکمِ کلی یا اکثری ہے جس سے مقصود جزئیات کا حکم معلوم کرنا ہو"۔

۲۔ اصول فقهية كلية فى نصوص موجزة دستورية تتضمن احكاما تشريعية عامة فى الحوادث التى تدخل تحت موضوعاتها.[8]

"قواعد کلیہ سے مراد وہ کلی فقہی اصول اور ضوابط ہیں جنہیں مختصر قانونی زبان میں مرتب کیا گیا ہو، اور جن میں ایسے عمومی شرعی احکام کا بیان ہو جو احکام اس موضوع کے تحت آنے والے حوادث اور واقعات کے بارے میں ہوں"۔

زیرِ بحث قاعدہ اور اس کی توضیح:

" الأصل في الأشياء الإباحة حتى يدل الدليل على التحريم"[9]

"اشیاء میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں جب تک ان کے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہ ہو"۔

اس قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ جن اشیاء کے بارے میں قرآن وسنت خاموش ہیں، یعنی قرآن وسنت میں جن اشیاء کی حلت وحرمت مذکور نہیں، ایسی اشیاء اپنی اصل کے اعتبار سے مباح اور جائز سمجھی جائیں گی۔ لیکن اگر کسی چیز کے بارے میں دلائلِ شرعیہ سے کوئی صریح اور واضح حکم موجود ہو تو وہ اس زمرے میں نہیں آئے گی اور نہ ہی اس چیز کو اس اصول کی بنیاد پر مباح کہا جائے گا بلکہ اس کے بارے میں دلائلِ شریعت سے جو حکم متعین ہے وہی معتبر ہو گا۔ حاصل یہ کہ اگر کسی چیز کی حرمت یا کراہت شرعی دلائل سے ثابت نہ ہو تو اس کو اپنی اصل کے لحاظ سے مباح سمجھا جائے گا۔

مذکورہ قاعدے کا ثبوت آیاتِ قرآنیہ سے:

مذکورہ قاعدہ قرآنِ کریم کی کئی آیات سے ثابت ہے جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الأَرْضِ جَمِيعًا﴾[10]

"اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے وہ سب کچھ پیدا کیا ہے جو زمین میں ہے"۔

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ شریعت کا منشأ یہ ہے کہ انسان پر تنگی نہ ہو بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اشیاء سے فائدہ اٹھائے۔

۲۔ سورۃ الانعام میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَالَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَاحَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّامَااضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ [11]

"اور تم کو کونسا امر اس کا باعث ہو سکتا ہے کہ تم ایسے جانور میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب جانوروں کی تفصیل بتلادی ہے، جن کو تم پر حرام کیا ہے"۔

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

دَلَّتْ الْآيَةُ مِنْ وَجْهَيْنِ: أَحَدُهُمَا: أَنَّهُ وَبَّخَهُمْ وَعَنَّفَهُمْ عَلَى تَرْكِ الْأَكْلِ مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُحِلَّهُ بِاسْمِهِ الْخَاصِّ فَلَوْ لَمْ تَكُنْ الْأَشْيَاءُ مُطْلَقَةً مُبَاحَةً لَمْ يَلْحَقْهُمْ ذَمٌّ وَلَا تَوْبِيخٌ إذْ لَوْ كَانَ حُكْمُهَا مَجْهُولًا أَوْ كَانَتْ مَحْظُورَةً لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ. الْوَجْهُ الثَّانِي: أَنَّهُ قَالَ: {وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ} وَالتَّفْصِيلُ التَّبْيِينُ فَبَيَّنَ أَنَّهُ بَيَّنَ الْمُحَرَّمَاتِ فَمَا لَمْ يُبَيِّنْ تَحْرِيمَهُ لَيْسَ بِمُحَرَّمِ. وَمَا لَيْسَ بِمُحَرَّمِ فَهُوَ حَلَالٌ إذْ لَيْسَ إلَّا حَلَالٌ أَوْ حَرَامٌ. [12]

"یہ آیتِ کریمہ دو طریقوں سے (اشیاء میں اباحت اصل ہونے پر) دلالت کرتی ہے: پہلا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اس وجہ سے توبیخ کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح شدہ جانوروں کو نہیں کھاتے، اگر اشیاء میں اصل اباحت نہ ہوتی تو یہ ذم اور توبیخ نہ ہوتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَاحَرَّمَ عَلَيْكُمْ﴾ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں کا بیان کیا ہے۔ لہٰذا جس چیز کی حرمت اللہ تعالیٰ نے بیان نہ کی ہو وہ حرام نہیں اور جو حرام نہیں وہ حلال (مباح) ہے"۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی حرمت قرآن و سنت میں مذکور نہ ہو، وہ حلال اور مباح ہو گی، یعنی اشیاء میں اصل اباحت ہے۔

۳۔ سورۃ الانعام میں دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ﴾ [13]

"آپ کہہ دیجئے کہ جو وحی میری طرف کی گئی ہے اس میں میں کسی چیز کو حرام نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو"۔

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: فما لم يجد تحريمه ليس بمحرم وما لم يحرم فهو حل. [14]

"جس چیز کی حرمت کا حکم نہ ہو وہ حرام نہیں اور جو حرام نہ ہو وہ حلال ہے"۔

۴۔ سورۃ الجاثیہ میں ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَسَخَّرَ لَكُمْ مَافِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ﴾[15]

"جتنی چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جتنی چیزیں زمین میں ہیں، ان سب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم اور فضل سے تمہارے فائدے کے لئے مسخر کیا ہے"۔

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ جب زمین کی ساری چیزیں ہمارے لئے مسخر ہیں تو ان سے فائدہ اٹھانا بھی ہمارے لئے جائز ہے۔[16] (ورنہ مسخر ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا)۔

اس کے علاوہ بھی قرآنِ کریم کی کئی آیات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کائنات کی چیزیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے فائدے کے لئے پیدا فرمائی ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن چیزوں کی حرمت قرآن وسنت اور اصولِ شریعت سے ثابت نہیں، وہ مباح ہیں کیونکہ اگر مباح نہ ہوں تو پھر ان چیزوں سے انسان کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہو گا۔

مذکورہ قاعدے کا ثبوت احادیثِ نبویہ سے:

بہت ساری احادیث سے بھی اس قاعدے کا ثبوت ہوتا ہے، جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ مسند بزار میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مبارک نقل کیا گیا ہے:

ما أحل الله في كتابه فهو حلال و ما حرم فهو حرام و ما سكت عنه عفو فاقبلوا من الله عافيته فإن الله لم يكن لينسى شيئا[17]

"اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جو چیز حلال قرار دی ہے وہ حلال ہے اور جو چیز حرام قرار دی ہے وہ حرام ہے اور جس چیز کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے وہ قابلِ معافی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی دی ہوئی رعایتیں قبول کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو بھولنے والا نہیں ہے"۔

حدیثِ مذکور کی تشریح میں ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

(وما سكت) أي الكتاب (عنه) أي عن بيانه أو وما أعرض الله عن بيان تحريمه وتحليله رحمة من غير نسيان فهو مما عفا عنه أي عن استعماله وأباح في أكله وفيه أن الأصل في الأشياء الإباحة[18].

"جس چیز کی حلت وحرمت کا بیان اللہ تعالیٰ نے نہ کیا ہو تو وہ معاف (مباح) ہے اس سے معلوم ہوا کہ اشیاء

میں اصل اباحت ہے"۔

۲۔ امام طبرانیؒ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مبارک نقل کیا ہے:

إن الله فرض فرائض فلا تضيعوها وحد حدودا فلا تعتدوها وسكت عن كثير من غير نسيان فلا تتكلفوها رحمة من الله فاقبلوها.[19]

"اللہ تعالیٰ نے فرائض مقرر کئے ہیں انہیں ضائع مت کرو، اور حدود مقرر کئے ہیں ان سے تجاوز نہ کرو، اور بہت سی چیزوں کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی ہے نہ اس وجہ سے کہ وہ بھول گیا ہے بلکہ تم پر رحم کرتے ہوئے، لہٰذا انہیں قبول کرو، اور تکلف سے کام نہ لو"۔

۳۔ امام بیہقیؒ نے حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے:

إن الله فرض فرائض فلا تضيعوها وحد حدودا فلا تعتدوها ونهى عن أشياء فلا تنتهكوها وسكت عن أشياء رخصة لكم ليس بنسيان فلا تبحثوا عنها. هذا موقوف[20].

"اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں فرض فرمائی ہیں انہیں ضائع مت کرو اور حدود مقرر کئے ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزوں سے منع فرمایا ہے ان کی ہتک مت کرو اور کچھ چیزوں کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی ہے آپ کو رخصت دینے کے لئے نہ کہ بھولنے کی وجہ سے، ان کے بارے میں بحث مت کرنا"۔

اس حدیث کی تشریح میں علامہ مبارک پوریؒ فرماتے ہیں:

وبالجملة فالحديث يقتضي أن الأصل في الأشياء الإباحة والحل. وقد حكى بعضهم الإجماع على ذلك.[21]

"اس حدیث کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت اور حلت ہے۔ اور بعض حضرات نے اس پر اجماع نقل کیا ہے"۔

مذکورہ قاعدہ قیاس اور عقل کی روشنی میں:

یہ قاعدہ قرآن وسنت کے علاوہ عقل اور قیاس کے بھی عین مطابق ہے۔ عبد اللہ بن یوسف الجدیع فرماتے ہیں: وهذا أصلٌ استُفيدَ من نصوصٍ صريحةٍ في الكتابِ والسُّنَّةِ، وهو مناسبٌ للمعقولِ الصَّريح، فإنَّ من أعظمِ مقاصدِ التَّشريعِ: رفع الحرجِ، والإباحةُ تخييرٌ، ورفعُ الحرج ثابتٌ بها[22]

"یہ قاعدہ قرآن وسنت کے صریح نصوص سے ثابت ہے اور صریح عقل و قیاس کے مطابق ہے کیونکہ شریعت کے عظیم مقاصد میں سے یہ ہے کہ حرج اور تنگی نہ ہو اور مباح ہونے میں مکلف کو کام کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے، جس سے حرج ختم ہو جاتا ہے"۔

مذکورہ قاعدہ کے بارے میں ائمہ مجتہدینؒ کی آراء:

مذکورہ قاعدہ فقہاء شافعیہ کے نزدیک مسلم ہے[23]، البتہ فقہاء احناف کے بارے میں مختلف روایتیں پائی جاتی ہیں۔ بعض حضرات نے امام صاحبؒ کی طرف یہ بات منسوب کی ہے کہ آپؒ کے نزدیک اشیاء میں اصل حرمت ہے اور اباحت دلیل سے ثابت ہو گی، [24]جب کہ علامہ ابن عابدینؒ تحریر فرماتے ہیں:والصحيح من مذهب أهل السنة أن الأصل فيها الوقف حتى يرد الشرع[25]

" اہلِ سنت کے نزدیک راجح یہ ہے کہ اشیاء میں اصل توقف ہے"۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ شافعیہ کی طرح اکثر احنافؒ کے نزدیک بھی اشیاء میں اصل اباحت ہے، یعنی وہ مذکورہ قاعدے سے اتفاق کرتے ہیں۔ جیسا کہ علامہ حمویؒ نے علامہ قاسم بن قطلوبغاؒ کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ جمہور احناف کے نزدیک اشیاء میں اصل اباحت ہے[26]۔

علامہ ماردینی شافعی نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ، ابو العباس، ابو اسحاق شافعی اور بصرہ کے معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اشیاء ہمارے فائدے کے لئے پیدا کئے ہیں اور جو چیز ہمارے فائدے کے لئے ہو وہ ہمارے لئے مباح ہو گی، اس لئے کہ اس میں نہ کوئی خرابی ہے اور نہ مالک (اللہ تعالیٰ) کا کوئی ضرر ہے۔ ابن ابی ہریرہ، شافعی، بعض شیعہ اور بغداد کے معتزلہ کا مسلک یہ ہے کہ اصل اشیاء میں حرمت ہے کیونکہ یہ چیزیں سب اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور دوسرے کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا قبیح ہے۔ لہٰذا کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی چیز میں تصرف کرے جب تک شریعت اس کی اجازت نہ دے۔

ابو الحسن اشعری اور ابو بکر صیرفی کی رائے یہ ہے کہ اصل اشیاء میں توقف ہے جب تک شریعت کسی چیز کو حرام یا حلال قرار نہ دے، اس کے بارے میں توقف کیا جائے گا، نہ اسے حلال کہا جائے گا اور نہ حرام[27]۔

مشہور اصولی محمد امین امیر بادشاہؒ نے جمہور احناف اور شوافع کا مسلک یہ ذکر کیا ہے:

(والمختار أن الأصل الإباحة عند جمهور الحنفية والشافعية ولقد استبعده) أي كون الأصل الإباحة بمعنى عدم المؤاخذة بالفعل والترك (فخر الإسلام)[28]

"راجح یہ ہے کہ جمہور حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک اباحت اصل ہے، البتہ فخر الاسلام نے اسے بعید اور دور از قیاس قرار دیا ہے"۔ علامہ ابن نجیم حنفیؒ نے "الاشباہ والنظائر" میں "شرح المنار" کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ بعض احناف اباحت کے قائل ہیں اور ان میں امام کرخیؒ بھی ہیں، جب کہ بعض محدثین کی رائے یہ ہے کہ اصل اشیاء میں حرمت ہے[29]۔

اس قاعدے سے مستثنٰی اشیاء:

مذکورہ قاعدہ تمام اشیاء کو شامل نہیں کہ ہر شے میں اصل اباحت ہو بلکہ بعض اشیاء ایسی ہیں جو اس قاعدے سے مستثنٰی ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:

(۱) نجس اشیاء: جو چیزیں نجس ہیں ان میں اصل اباحت نہیں بلکہ حرمت ہے[30]۔ قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾[31]

"اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں ہیں۔ شیطانی کام ہیں۔ سو ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کو فلاح ہو"۔

(۲) مضر اشیاء: مضر اشیاء (جو چیزیں ضرر رساں ہیں ان) میں اصل حرمت ہے، جب کہ فائدے والی چیزوں میں اصل اباحت ہے[32]۔ مشہور فقیہ علامہ عبد الرحمٰن مقدسی فرماتے ہیں: والمضر حرام أيضا لضرره "كالسموم" ونحوها[33] "مضر چیزیں بھی حرام ہیں جیسے زہر وغیرہ"۔ مضر اشیاء میں حرمت اصل ہونے کی دلیل آپ علیہ السلام کا یہ ارشاد مبارک ہے: "لا ضرر ولا ضرار في الإسلام"[34]

(۳) شرمگاہ (فروج): فروج بھی اس قاعدے سے مستثنٰی ہیں، یعنی ان میں بھی اصل حرمت ہے جب تک اباحت کی دلیل نہ پائی جائے انہیں حرام تصور کیا جائے گا۔ شرمگاہوں میں حرمت اصل ہونے کے بارے میں علامہ موفق نے "المغنی" میں اور امام نووی نے "المجموع" میں اہلِ علم کا اجماع نقل کیا ہے۔

أما الأبضاع؛ فقد حكى الموفق في: "المغني"، والنووي في: "المجموع" إجماع أهل العلم على ذلك.[35]

اسی لئے "کشف الاسرار" میں لکھا ہے کہ نکاح میں اصل ممانعت ہے اور اس کا جواز ضرورت کی وجہ سے ہے۔ اگر کسی عورت میں جانبِ حلت اور حرمت کا تعارض ہو تو جانبِ حرمت کو ترجیح دی جائے گی[36]۔ علامہ ابن رجب حنبلیؒ نے "جامع العلوم والحکم" میں تحریر فرمایا ہے کہ جن چیزوں میں اصل حرمت ہے جیسے فروج اور حیوانات کا گوشت، تو انہیں تب حلال کہا جائے گا جب ان کی حلت کسی یقینی ذریعے سے ثابت ہو جائے، مثلاً حلال جانور کو ذبح کیا جائے اور بضع کا عقدِ نکاح ہو جائے۔ اگر کسی اور سبب کی وجہ سے ان میں تردد ہو تو اصل یعنی حرمت کی طرف رجوع ہو گا[37]۔

(۴) عبادات: مذکورہ قاعدے کو عبادات پر بھی منطبق نہیں کیا جا سکتا، کہ کوئی خاص طریقہ جس کے بارے میں قرآن و سنت خاموش ہوں اس کو عبادت سمجھا جائے یہ جائز نہیں کیونکہ عبادات اور ان کے ہیئت و طریقہ کو قرآن و سنت سے ہی ثابت کیا جا سکتا ہے، اسی لئے اگر کوئی طریقہ اور ہیئت شریعت سے ثابت نہ ہو تو اس کو عبادت نہیں کہا جا سکتا اور نہ ہی اسے بطورِ عبادت اپنایا جا سکتا ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ عبادات میں اصل توقف ہے لہٰذا کسی چیز کو عبادت نہیں کہا جائے گا جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی مشروعیت نہ ہو، ورنہ اس آیتِ کریمہ کے مصداق بن جائیں گے: ﴿ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللهُ ﴾[38] "کیا ان کے کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے ایسا دین مقرر کر دیا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی"۔ جب کہ عادات میں اصل اباحت اور جواز ہے، لہٰذا کسی عادت کو ناجائز نہیں کہا جائے گا جب تک شریعت سے اس کا عدمِ جواز ثابت نہ ہو[39]۔

(۵) جان، مال اور عزت و آبرو: مذکورہ قاعدے سے خون، مال اور عزت و آبرو بھی مستثنیٰ ہیں[40]، کیونکہ جان، مال اور عزت و آبرو میں اصل حرمت ہے۔

زیرِ بحث قاعدے کی روشنی میں چند اہم مسائل کا حکم:

یہ قاعدہ بہت مفید ہے اور بہت سے ایسے پیچیدہ اور مشکل مسائل کے حل میں اس سے مدد لی جاتی ہے جن کے بارے میں قرآن و سنت کے نصوص ساکت ہوں۔

(۱) زرافہ کی حلت و حرمت:

زرافہ کی حلت و حرمت کے بارے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں، امام سبکیؒ فرماتے ہیں کہ راجح یہ ہے کہ یہ حلال ہے کیونکہ اصل اشیاء میں اباحت ہے، نیز ذی ناب یعنی چیز پھاڑ کر شکار کرنے والے جانوروں میں سے

نہیں ہے، لہٰذا یہ حیواناتِ محرمہ کے ضمن میں نہیں آتی۔ فقہاءِ حنفیہ اور مالکیہ میں سے کسی نے اس کا ذکر نہیں کیا لیکن ان کے قواعد سے اس کی حلت معلوم ہوتی ہے[41]۔

(۲) مجہول الاسم نباتات:

ایسے پودے جن کا نام وغیرہ معلوم نہ ہو انہیں بھی اسی قاعدے کی رو سے مباح سمجھا جائے گا، جیسا کہ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ اپنی اصل (حلت) پر ہوں گے[42]۔

(۳) مجہول الملک نہر:

جس نہر کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ وہ مباح ہے یا مملوک، اسے بھی اصل کے اعتبار سے مباح کہا جائے گا۔ چنانچہ علامہ ابن نجیم حنفیؒ نے ایسی نہر کو مباح قرار دیا ہے[43] جب کہ علامہ ماوردی نے اس کے بارے میں دو قول نقل کئے ہیں جن کی بناء اسی قاعدے پر ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے یا حرمت[44]۔

(4) سگریٹ نوشی:

سگریٹ نوشی کے بارے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں، بعض حضرات اس کی اباحت کے قائل ہیں جب کہ بعض کراہت کے اور کچھ حضرات اس کو حرام قرار دیتے ہیں[45]۔ علامہ عبد الغنی نابلسیؒ نے سگریٹ نوشی کے جواز پر ایک رسالہ لکھا ہے جس میں اسی قاعدے کی بنیاد پر اس کو حلال قرار دیا ہے، علامہ علاؤالدین تحریر فرماتے ہیں:

وألف في حله أيضا سيدنا العارف عبد الغني النابلسي رسالة سماها الصلح بين الاخوان في إباحة شرب الدخان وتعرض له في كثير من تآليفه الحسان، وأقام الطامة الكبرى على القائل بالحرمة أو بالكراهة، فإنهما حكمان شرعيان لا بد لهما من دليل ولا دليل على ذلك، فإنه لم يثبت إسكاره ولا تفتيره ولا إضراره، بل ثبت له منافع، فهو داخل تحت قاعدة الاصل في الاشياء الاباحة[46]

"علامہ عبد الغنی نابلسی نے سگریٹ کی حلت پر ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام "الصلح بين الاخوان في إباحة شرب الدخان" رکھا ہے، اور حرمت و کراہت کے قائلین پر شدید تنقید کی ہے، کیونکہ کراہت اور حرمت احکام شرعیہ ہیں جن کے لئے دلیلِ شرعی ضروری ہے حالانکہ سگریٹ کی حرمت اور کراہت پر کوئی دلیل موجود نہیں کیونکہ نہ اس میں نشہ ہے اور نہ ہی ہر شخص کے حق میں ضرر، بلکہ اس کے کچھ فوائد بھی ہیں لہٰذا یہ "الاصل في الاشياء الاباحة" کے تحت داخل ہے"۔

خلاصۂ بحث:

زیرِ بحث قاعدہ نہایت مفید اور بہت سے اہم اور مشکل فقہی مسائل کے حل میں کار آمد ہے۔ جمہور احناف اور شوافع اس کے قائل ہیں کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔ اور یہ بات قرآن وسنت کے بہت سے دلائل سے ثابت ہے۔

حوالہ جات

1: السیوطی، عبدالرحمن بن أبي بکر: الأشباہ والنظائر (دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1403ھ)، 1/ 60

2: المناوی، محمد عبد الرؤوف: التعاریف (دار الفکر، بیروت، الطبعۃ الأولی، 1410ھ) 1 / 569

3: ابن منظور، محمد بن مکرم الافریقی: لسان العرب (دار صادر، بیروت، الطبعۃ الأولی): 3 / 357

4: الرازی، محمد بن أبي بکر بن عبد القادر: مختار الصحاح (مکتبۃ لبنان ناشرون، بیروت، 1415ھ) 1 / 560

5: الزبیدی، محمد بن محمد: تاج العروس من جواہر القاموس (دار الھدایۃ)، 9 / 49

6: النحل: 26

7: علی حیدر: درر الحکام شرح مجلۃ الأحکام، (دار الکتب العلمیۃ، بیروت)، 1 / 17

8: الزرقاء، مصطفیٰ احمد: المدخل الفقھی العام، 2/947

9: السیوطی، الأشباہ والنظائر، 1 / 60

10: البقرۃ: 29

11: الانعام: 119

12: شیخ الاسلام ابن تیمیہ، تقی الدین أبوالعباس أحمد بن عبد الحلیم: مجموع الفتاوی (دار الوفاء، الطبعۃ الثالثۃ، 1426ھ) 21 / 536

13: الأنعام: 145

14: ابن تیمیہ: مجموع الفتاوی (دار الوفاء) 21 / 537

15: الجاثیۃ: 13

16: ابن تیمیہ: مجموع الفتاوی، 21 / 536

17: البزار، احمد بن عمرو البصری: مسند البزار، 2/111، ذکر السیوطی فی الاشباہ والنظائر 1/60

18: ملا علی قاری، أبو الحسن نور الدین: مرقاۃ المفاتیح (دار الفکر، بیروت، الطبعۃ الأولی) 12 / 479

19: الطبرانی، سلیمان بن أحمد: المعجم الصغیر (المکتب الإسلامی، بیروت، الطبعۃ الأولی، 1405ھ) 2 / 249

20: البیھقی، أبوعبداللہ حامد بن أحمد: سنن البیھقی الکبری، 10 / 12
21: المبارکفوری، أبو الحسن عبید اللہ بن محمد عبد السلام: مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح (إدارۃ البحوث العلمیۃ والدعوۃ والإفتاء، بنارس الھند، الطبعۃ: الثالثۃ، 1404 ھ) 1/300
22: عبداللہ بن یوسف الجُدیع: تیسیر علم أصول الفقہ ، 1 / 34
23: السیوطی، الأشباہ والنظائر، 1 / 60
24: حوالہ بالا
25: ابن عابدین، محمد أمین بن عمر بن عبدالعزیز: حاشیۃ ابن عابدین (دارالفکر، بیروت، 1421ھ) 4 / 161
26: الحموی، شھاب الدین أحمد بن محمد مکی: غمز عیون البصائر علی الاشباہ والنظائر لابن نجیم (دارالکتب العلمیۃ، 1405ھ) ، 1 / 223
27: الماردینی، شمس الدین محمد بن عثمان: الأنجم الزاھرات علی حل ألفاظ الورقات (مکتبۃ الرشد، الریاض) 1 / 52
28: أمیر بادشاہ محمد أمین: تیسیر التحریر (دارالفکر) 2 / 246
29: ابن نجیم، الأشباہ والنظائر، 1 / 66
30: المقدسی، عبدالرحمن بن إبراھیم بن أحمد: العدۃ شرح العمدۃ (دارالکتب العلمیۃ، الطبعۃ الثانیۃ، 1426ھ) 2 / 83
31: المائدہ: 90
32: أحمد بن عبداللہ بن حمید: الشرح علی شرح جلال الدین المحلی للورقات 1 / 222
33: المقدسی، العدۃ شرح العمدۃ ، 2 / 83
34: الإسنوی، جمال الدین عبدالرحیم: نھایۃ السول شرح منھاج الوصول (دارالکتب العلمیۃ، بیروت ، الطبعۃ الأولی 1420ھ) 2 / 235
35: صالح بن محمد بن حسن الأسمري: مجموعۃ الفوائد البھیۃ علی منظومۃ القواعد البھیۃ (دارالصمیعی، الطبعۃ الأولی) 1 / 72
36: ابن نجیم، الأشباہ والنظائر، 1 / 67
37: ابن رجب الحنبلی، أبوالفرج عبدالرحمن بن أحمد: جامع العلوم والحکم (دارالمعرفۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی) 1 / 69
38: الشوریٰ: 21
39: محمَّد بنُ حسَیْن بن حَسَنُ الجیزانی: معالم أصول الفقہ عند أھل السنۃ والجماعۃ (دار ابن الجوزی، الطبعۃ الخامسۃ، 1427 ھ)
1 / 310

40: الزرکشی، بدرالدین محمد بن بهادر: البحر المحیط فی أصول الفقه (دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة: 1421ھ) 4 / 325وایضاالقرافی، شھاب الدین أحمد بن إدریس المالکی: شرح تنقیح الفصول3 / 204

41: السیوطی، الأشباہ والنظائر، 1 / 60

42: ایضا۔

43: الدکتور وھبۃ الزحیلی: الفقه الإسلامی وأدلته ،8 / 534

44: السیوطی، الأشباہ والنظائر، 1 / 60

45: علاء الدین محمد بن محمد أمین المعروف بابن عابدین (المتوفی: 1306ھ): تکملة حاشیة رد المحتار (دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت، س،ن)، 1 / 15

46: ایضا